

جائزہ اور امتحان

تحریر: ایس ایم شاہد
نظر ثانی: ڈاکٹر عطش درانی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
248	تعارف	
248	مقاصد	
249	جائزے کی ماہیت	1-
250	جائزے کے مقاصد	1.1
251	جائزہ لینے کے طریقے	1.2
259	اہم نکات	1.3
260	خود آزمائی نمبر 1	
262	پرچہ بنانا اور چانچنا	2-
262	منصوبہ بندی	2.1
263	پرچہ امتحان کی تیاری	2.2
266	آزمائش و تصحیح	2.3
272	جائزے کی صورتیں	2.4
273	امور جائزہ	2.5
275	اہم نکات	2.6
276	خود آزمائی نمبر 2	
277	جوابات	3-
277	کتابیات	4-

تعارف

جائزے سے مراد ایک ایسا منظم اور مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے ہم اس بات کا اندازہ لگاتے ہیں کہ کسی متعلم نے کس حد تک تعلیمی مقاصد حاصل کئے ہیں۔

جائزے کے طریقہ کار کو بہتر بنانا دور حاضر کا ایک اہم موضوع ہے۔ تعلیمی ادارے موجودہ نظام امتحانات میں تبدیلیوں کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلے میں معروضی قسم کی آزمائشوں کا اجراء ایک اہم کڑی ہے۔

اس یونٹ میں آزمائش بنانے کے چند چیدہ چیدہ اصول بتائے گئے ہیں۔ اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے اور سوالات دی ہوئی ہدایات کے مطابق بنائے جائیں تو ہم طلبہ کی تعلیمی استعداد، قابلیت اور تحصیل کو زیادہ مؤثر طریقے پر ماپ سکتے ہیں۔

مقاصد

- اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- 1- جائزے کے مقاصد کو مد نظر رکھ کر جائزے کے مناسب طریقے کا انتخاب کر سکیں۔
 - 2- طلبہ کی تعلیمی استعداد، قابلیت اور تحصیل کا مؤثر جائزہ لے سکیں۔
 - 3- موضوعی اور معروضی آزمائشیں تیار کر سکیں۔
 - 4- آزمائشوں کی صحیح جانچ کر سکیں۔

1- جائزے کی ماہیت

دنیا کے تعلیم میں ”پیمائش“ اور ”جائزے“ کی اصطلاحات بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ دونوں اصطلاحات اکثر ہم معنی قرار دی جاتی ہیں۔ لیکن ان دونوں میں ایک فرق یہ ہے کہ پیمائش کی نسبت جائزے کی اصطلاح زیادہ وسیع اور مکمل ہے۔ جائزے سے ایسا مسلسل اور منظم عمل مراد ہے جس سے یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ کس معلم نے تعلیمی مقاصد کس حد تک حاصل کئے ہیں جبکہ پیمائش صرف کیت تک محدود ہے۔

جائزہ، کیت اور کیفیت دونوں ہی سے کام لیتا ہے۔ پیمائش کا تعلق نتائج کو مقدار میں پیش کرنے سے ہے لیکن جائزے میں قدری فیصلے کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ پیمائش یہ بتاتی ہے کہ نثر اور نظم کے امتحان میں کس طالب علم نے کل کتنے نمبر حاصل کئے ہیں لیکن جائزے میں اس طرح کے سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ معلم کہاں تک نثر اور نظم کے بنیادی اصولوں سے آگاہ ہے؟ کیا اس نے دوسرے معلمین کی نسبت کوئی ترقی کی ہے یا نہیں؟ قواعد سے متعلق اس کی سمجھ بوجھ میں کوئی فرق آیا ہے یا نہیں؟ وغیرہ

مختصر یہ کہ جائزہ تعلیمی حلقوں میں ایک جدید اصطلاح ہے جو پیمائش کے تصور کو آزمائشوں اور امتحانات میں مستعمل روایتی طریقے کی نسبت زیادہ قابل فہم بنانے کے لئے متعارف کرائی گئی ہے۔ جائزے کے لفظی معانی جانچ پڑتال یا تشخیص کے ہیں۔ گو یہ تعلیمی جائزے سے مراد وہ طریقے ہیں جن کے ذریعے بچے کی ذہنی، جسمانی، معاشرتی اور تعلیمی نشوونما کی ترقی کا پتہ چلتا ہے جبکہ پیمائش صرف مخصوص مضمون میں بچے کی کارکردگی کا پتہ دیتی ہے۔ لہذا پیمائش تعلیمی جائزے کا ایک حصہ ہے۔ تعلیمی جائزے میں مندرجہ ذیل پہلو شامل ہیں۔

- 1- مختلف مضامین کا علم،
- 2- مہارتوں کی تکمیل
- 3- جسمانی نشوونما
- 4- دلچسپیاں اور مشاغل

چنانچہ اردو زبان کے تعلم میں جائزے سے مراد وہ پیمانہ ہے جو اکتساب، وقت، معاوضہ، تحصیل علوم، انتقال تربیت اور دیگر ضروریات اور ان کی بہم رسانی کا معیار مقرر کرتا ہے۔

کلنٹن چیز کے مطابق

”پیمائش کے ذریعے حاصل ہونے والی مقداروں کو کسی خاص مقدار کے مطابق رکھ کر ان کی قدر و قیمت متعین کرنے کا عمل جائزہ کہلاتا ہے۔“

اے۔ جے جونز کہتے ہیں کہ

”جائزہ کسی چیز کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے عمل کا نام ہے۔“

سیفیل لکھتے ہیں کہ

”جائزہ کسی عمل کی قیمت کے تعین کا نام ہے۔“

کارٹر۔ دی۔ گڈ کے مطابق

”تعلیمی جائزے سے مراد ایسا عمل ہے جس میں عموماً ایک معلم مختلف ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کا استعمال کر کے یہ نتائج حاصل کرتا ہے کہ معلم کے رویے میں کسی حد تک تبدیلی واقع ہوئی ہے۔“

تھارن ڈائیک اوڈینگن اپنی کتاب ”نفسیات اور تعلیم میں پیمائش و جائزہ“ میں لکھتے ہیں کہ

”جائزے سے مراد ایسا عمل ہے جس میں معلم کی تحصیل علم کا جائزہ لینے کے لئے رسمی ذرائع کے علاوہ غیر رسمی ذرائع بھی استعمال میں لائے جاتے ہیں اور ان کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ معلم تعلیمی اعتبار سے اچھا ہے یا برا۔“

نیلن کے مطابق

”جائزے سے مراد وہ عمل ہے جس میں تعلیمی پیمائش کے جملہ آلات یعنی تعلیمی آزمائشیں اور ان کے استعمال سے ظاہر ہونے والے نمبر شامل ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں تجربہ گاہوں میں طلبہ کی کارکردگی کی رپورٹیں، سیر و تفریح میں طلبہ کے رویے پر رپورٹیں، تحقیقی مقالات، ٹرم پیپرز اور مجموعی ریکارڈ کا مشاہدہ بھی شامل ہے۔“

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمی جائزہ ایک باضابطہ عمل ہے۔ جس کے ذریعے یہ پرکھا جاتا ہے کہ طالب علم کی تحصیل علم سے تعلیم کے کون سے عمومی و خصوصی مقاصد حاصل ہوئے۔ یہ مقاصد درج ذیل ہیں۔

1.1 جائزے کے مقاصد

مدرسے کے بنیادی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وقتاً فوقتاً طلبہ کی لیاقت و صلاحیت کی جانچ

- کی جائے اور ان کی رفتار ترقی کا جائزہ لیا جاتا رہے تاکہ
- (1) اساتذہ کو اپنی کوششوں کے اثرات کا اندازہ ہو سکے اور وہ حسب ضرورت نظام الاوقات رفتار کار اور طریق تعلیم میں مناسب تبدیلی کر سکیں۔
 - (2) طلبہ کو اپنی محنت و توجہ اور لیاقت و صلاحیت کے متعلق درست رائے قائم کرنے میں مدد ملے۔
 - (3) والدین کو اپنے بچوں کی ترقی کی رفتار کا اندازہ ہوتا رہے۔
 - (4) تعلیمی ادارے کے ذمہ دار افراد کو اساتذہ کی کارکردگی اور ان کوششوں کے نتائج کا علم ہو سکے۔
 - (5) طلبہ اور اساتذہ دونوں کو محنت کی ترغیب اور سابقہ کام کے اعادہ اور جانچ کا برابر موقع ملتا رہے۔
 - (6) جماعت بندی کرنے، ترقی دینے یا آئندہ تعلیم کے سلسلے میں طلبہ کی مناسب رہنمائی ہو سکے۔
 - (7) طلبہ کا مقام اور حیثیت متعین کرنے، نیز آئندہ انہیں کوئی ذمہ داری سپرد کرنے کے لئے معاشرے کو سندرات کی شکل میں کوئی کسوٹی فراہم ہو سکے۔

1.2 جائزہ لینے کے طریقے

مدرسے میں بچے کی نشوونما کا جائزہ لینے کے مختلف طریقے ہیں مثلاً
سوالات، مشاہدہ، انٹرویو، بحث، مشقیں، کلاس ٹیسٹ، معیاری ٹیسٹ

1.2.1 سوالات

- عام طور پر سکولوں میں ہر تین یا چھ ماہ بعد بچوں کا زبانی یا تحریری امتحان لیا جاتا ہے جس میں چند سوال کئے جاتے ہیں اور یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ بچے نے کتنا سیکھا ہے؟ پھر سال کے اختتام پر بھی ایسا ہی ایک امتحان ہوتا ہے تاکہ بچے کو ترقی دی جائے۔ امتحان بچے کی تعلیمی ترقی کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اگر سوالات احتیاط سے تیار نہ کئے جائیں تو ہمیں غلط معلومات ملیں گی۔ یعنی جس بچے کو ترقی ملنی چاہئے وہ فیل ہو جائے گا اور نالائق بچے کو پاس کر دیا جائے گا۔ امتحانی پرچوں کے متعلق درج ذیل امور کو سامنے رکھنا چاہئے۔
- (1) معلم کو امتحان کے سوالات بناتے وقت طلبہ کی عمر اور ذہنی سطح کو سامنے رکھنا چاہئے۔
 - (2) سوالات مختصر ہوں۔

- (3) سوالات کی زبان واضح ہو و معنی الفاظ کا استعمال بچوں کے لئے باعث پریشانی ہوتا ہے۔
- (4) ٹیسٹ تیار کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ٹیسٹ نہ بہت مشکل ہو کہ صرف چند طلبہ ہی حل کر سکیں اور نہ اتنا آسان کہ سب حل کر لیں۔
- (5) سوالات ایسے نہ ہوں کہ بچے کو مضامین رٹنے کی عادت ہو۔ بعض استاد سوال پہلے سے لکھوا کر بچوں کو جواب رٹوا دیتے ہیں، یہ طریقہ کار غلط ہے۔
- (6) انشائی قسم کے علاوہ معروضی قسم کے ٹیسٹ بھی ہوں۔

1.2.2 انٹرویو

انٹرویو میں آپ کسی شخص کے ساتھ تھوڑی دیر بات کرنے کے لئے اس کے متعلق کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ مثلاً آپ کہتے ہیں یہ شخص ذہین ہے یا ذہین نہیں ہے، اچھے اخلاق کا مالک ہے یا برے کا، خوش مزاج ہے یا بد مزاج، دلچسپ ہے یا بے زار کرنے والا۔ اسی طرح طالب علم کو جاننے کے لئے انٹرویو کا طریقہ کار آمد ہے۔ یوں تو استاد بچوں سے گفتگو کرتے ہی رہتے ہیں لیکن تعلیم انٹرویو خاص مقاصد کے لئے کیا جاتا ہے۔ بعض بچے تحریری امتحانوں میں اپنی قابلیت کا مناسب اظہار نہیں کر سکتے لیکن انٹرویو میں زیادہ اچھی طرح بات سمجھا سکتے ہیں۔ اس میں استاد بچے کا زیادہ قریب سے مطالعہ کر سکتا ہے اور یہ دیکھ سکتا ہے کہ اس میں کتنی خود اعتمادی ہے، اس کی گفتگو کا طریقہ کیا ہے۔ سوال سمجھ کر جواب دیتا ہے یا نہیں، اس میں شائستگی کس حد تک ہے؟ اس کے علاوہ استاد بچے سے یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ اس کی کیا مشکلات ہیں، اس کو کون سے مضامین پسند ہیں کون سے ناپسند ہیں؟ انٹرویو کے لئے پیشگی تیاری ضروری ہے بہتر یہ ہے کہ انٹرویو کے وقت گفتگو کے اہم نکات ایک ڈائری میں لکھ لئے جائیں۔

1.2.3 بحث

یہاں بحث سے مراد تقریری مقابلہ نہیں۔ تعلیمی جائزے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ کیونکہ تقریری مقابلوں میں دو فریق ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد دوسرے فریق کو شکست دینا ہوتا ہے لیکن کمرہ جماعت میں بحث کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ تمام جماعت ایک موضوع پر سنجیدگی سے غور کرتی ہے، اس کے بڑے بڑے پہلوؤں پر نظر ڈالتی ہے اور یہ کوشش کرتی ہے کہ باہمی گفتگو کے بعد کسی مسئلے کا حل تلاش کیا جائے۔ اس بحث کے ذریعے استاد کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ بچوں کے گفتگو کرنے کے انداز دیکھے، یہ پتہ چلائے کہ وہ اپنی بات کی حمایت میں کیا کہہ رہے ہیں

اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ جذبات پر مبنی ہے یا سوچ سمجھ پر۔ مثال کے طور پر بحث کا موضوع یہ ہو سکتا ہے ”امتحان ضروری ہیں یا غیر ضروری“ ہر بچے کو موقع ملنا چاہئے کہ وہ اس موضوع کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرے اور دلائل پیش کرے۔ اس دوران استاد یہ بھی دیکھ سکتا ہے کہ بچے دوسرے کی بات کس طرح سنتے ہیں۔ کیونکہ ہم میں سے اکثر لوگ بات کرنا تو جانتے ہیں لیکن دوسروں کی بات نہیں سنتے، یا تو انہیں سرے سے ہی بولنے نہیں دیتے یا ان کی بات کاٹ دیتے ہیں۔ لہذا تعلیمی بحث ایک طرح سے ذریعہ تعلیم بھی ہے اور جائزہ کا طریقہ بھی۔ بحث کو بہتر بنانے کے لئے معلم کو چاہئے کہ وہ دلچسپ اور معلوماتی موضوعات تلاش کرے۔

- (1) موضوع بچے کی ذہنی اور تعلیمی سطح کے مطابق ہونے چاہئیں۔
- (2) یہ بھی ضروری ہے کہ موضوعات روزمرہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں۔
- (3) ایسا نہ ہو کہ صرف زیادہ بولنے والے بچے ہی بولتے جائیں اور باقی چپ رہیں۔
- (4) بحث کے دوران استاد دخل اندازی نہ کرے بلکہ بچوں کو بولنے کا موقع دے۔
- (5) بحث کے بعد وہ بچوں کی کارکردگی کا ریکارڈ لکھے تاکہ بھولنے کا احتمال نہ رہے۔

1.2.4 مشقیں

یہاں مشقوں سے مراد کسی چیز کا بار بار دہرانا نہیں بلکہ ایسا نیا کام ہے جس کا تعلق سبق سے ہو اور جو سبق یا مضمون کو اچھی طرح سمجھنے اور یاد کرنے میں مدد دے، مثلاً اردو کی کتاب میں ایک سبق ”سبزیاں“ ہے، مشق کے طور پر بچے کو کام دیا جائے کہ وہ سبزی کی دکان پر جائے، وہاں جو سبزیاں نظر آئیں ان کے نام اور قسمیں لکھے، مختلف سبزیوں کی تصویریں بنائے، لائبریری کتب پڑھ کر لوگوں سے بات چیت کر کے یہ لکھے کہ مختلف موسموں میں کون کون سی سبزیاں ہوتی ہیں۔ اس قسم کے کام سے بچے کو معلومات حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کا پتہ چلے گا اور بجائے کتاب رٹنے کے دلچسپ طریقے سے اس کے علم میں اضافہ ہوگا اسے لوگوں سے بات چیت کرنا آئے گی اور وہ لائبریری سے فائدہ اٹھانا سیکھے گا۔

مشقوں کے متعلق مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

- (1) مشق بچے کی پہنچ سے باہر نہ ہو۔
- (2) مشقوں کے موضوعات کا تعلق بچے کے ماحول سے ہو، یہ نہ ہو کہ دیہات کے بچوں کو ریڈیو سٹیشن کے بارے

میں کام دیا جائے۔

(3) مشقوں کے موضوعات دلچسپ ہوں۔

(4) کام بچے نے خود کیا ہو، بڑوں سے کروائے ہوئے کام پر اس کو شاباش یا نمبر نہیں ملنے چاہئیں۔

1.2.5 کلاس ٹیسٹ

کلاس ٹیسٹ سے مراد ہمارے ملک میں امتحانات کا مروجہ طریقہ ہے۔ یہ عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(الف) مضمون قسم کا امتحان (ب) معروضی امتحان

(الف) مضمون قسم کا امتحان

یہ امتحانات کی سب سے قدیم قسم ہے۔ اس میں طلبہ کو چند سوالات تحریری طور پر دیئے جاتے ہیں۔ جن کے جوابات ان کو لکھنا ہوتے ہیں۔ جس طالب علم کو اظہار بیان پر جس قدر عبور ہوتا ہے وہ اتنے ہی زیادہ نمبر حاصل کرتا ہے لیکن جو خیالات کے اظہار میں کمزور ہوتا ہے وہ کمتر قیاس کیا جاتا ہے۔ اعلیٰ مدارج میں اس قسم کے امتحانات زیادہ عمل میں آتے ہیں کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس منزل میں طلبہ اظہار بیان کی عمدہ صلاحیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کا امتحان ابتدائی منزل میں اس وجہ سے زیادہ کارآمد ثابت نہیں ہوتا کیونکہ تقریباً بچے اس وقت اظہار بیان کی عمدہ صلاحیت نہیں رکھتے۔ آج کل عام طور پر اسی قسم کے امتحانات کا طریقہ رائج ہے مثلاً طلبہ کو دس سوالات دیئے جاتے ہیں جن میں سے پانچ سوال ان کو حل کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے وہ مقررہ وقت میں ان سوالات کے جوابات مضمون کی شکل میں تحریر کرتے ہیں۔

(i) خوبیاں

○ ان امتحانات سے اچھی طرح یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ طلبہ میں کسی بات کو سمجھنے، یاد کرنے یا اس کو بیان کرنے کی کس حد تک صلاحیت ہے۔

○ اعلیٰ مدارج میں جبکہ طلبہ کے لئے محض قابلیت کو جانچنا ہی اہلیت کی دلیل نہیں بلکہ اظہار بیان کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس قسم کے امتحانات بہت کارآمد ہیں۔

○ ان امتحانات سے نفس مضمون کا تنقیدی جائزہ لینے اور اس پر بحث و استدلال کی قوت کا اندازہ اچھی طرح

لگایا جاسکتا ہے۔

○ ان امتحانات سے طلبہ میں مزید تحصیل علم کی رغبت کا اندازہ آسانی لگایا جاسکتا ہے اور اس کے رجحانات کا بھی علم ہو جاتا ہے۔

○ ان امتحانات سے طلبہ کی تحریر کی خوبیاں اور ادب کی مہارت کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(ii) خامیاں

اس قسم کے امتحانات میں چند خامیاں بھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

○ امتحانی پرچے کے سوالات کا دائرہ محدود ہوتا ہے اگر طلبہ پورے نصاب کا مطالعہ نہ بھی کریں تو اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ سوالات نصاب کے مختلف حصوں سے آتے ہیں اکثر طلبہ نصاب کا صرف وہی حصہ دیکھتے ہیں جس کے متعلق ان کا اپنا یا کسی دوسرے کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ امتحان کے لئے ضروری ہے، باقی نصاب کو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔

○ اس قسم کے امتحانات میں معروضیت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اعتباریت کا بھی فقدان ہوتا ہے۔ نیز یہ زیادہ صحت مند بھی نہیں ہوتے۔

○ ہر شخص ان کے جوابات دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ جوابات دیکھنے کے لئے ماہرین کی ضرورت پڑتی ہے۔

○ جوابات دیکھنے اور نشانات دیکھنے میں کافی وقت درکار ہے۔

○ جوابات کے طویل یا مختصر ہونے کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اس لئے بعض طلبہ اتنے طویل جواب لکھتے ہیں کہ پرچے کا کافی حصہ چھوڑ جاتے ہیں جس سے ان کی قابلیت کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔

○ اس طرح کا امتحان اظہار بیان کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اس لئے صرف ایسے طلبہ ہی کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے جن کا اظہار بیان مؤثر، صاف اور ادبی ہوتا ہے۔

○ نمبر دینے میں ممتحن کے مزاج، جذبات اور دلچسپی کو بڑا دخل ہے۔

○ ان جوابات میں غیر متعلقہ باتیں کافی حد تک شامل کر دی جاتی ہیں جو امتحانی نقطہ نظر سے نامناسب ہیں۔ جانچ کے لئے مقررہ وقت میں جو مسئلہ دیا گیا ہے، اس سے متعلق مواد ہی ضروری ہوتا ہے لیکن اس قسم کے امتحانات میں لازمی طور پر غیر متعلقہ بیانات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

- ان میں قیاس آرائیوں کی بڑی گنجائش ہوتی ہے۔
- طلبہ رٹنے پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اس سلسلے میں نقل کرنے یا دیگر ناجائز ذرائع بھی استعمال کرتے ہیں۔
- طلبہ مختلف قسم کے خلاصے اور حل شدہ سوالات پڑھ لیتے ہیں۔ اصل کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ امتحانات کے قریب اس قسم کے بہت سے خلاصے وغیرہ دستیاب ہو جاتے ہیں جن کو رٹ کر طلبہ جوابات لکھتے ہیں۔ اس طرح اصل قابلیت نہیں پیدا ہوتی یا تخلیقی قوت کا فقدان ہوتا ہے۔

(ب) معروضی یا جدید قسم کا امتحان

- اس قسم کے امتحانات کا طریقہ نئے سائنسی طریقوں کا مہربون منت ہے۔ ان جدید طریقوں کو تعلیمی تحصیل کی آزمائشیں بھی کہا جاتا ہے۔ ان آزمائشوں کی دو مشہور قسمیں ہیں۔
- (1) جدید قسم کا امتحان (2) معیاری آزمائش
- جدید قسم کے امتحانات میں وہ تمام برائیاں موجود نہیں ہوتیں جن کا مضمون قسم کے امتحانات کے سلسلے میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ طریقہ امتحان نہایت مفید اور دلچسپ ہوتا ہے۔ آئی۔ ایل کنڈل نے جدید قسم کے امتحانات کی تعریف اس طرح کی ہے۔

”یہ امتحانات باضابطہ، معقول، درست اور واضح ہوتے ہیں۔ ان میں سوالات صاف اور صریح ہوتے ہیں۔ جوابات ایک یا دو لفظ یا جملے میں دیئے جاسکتے ہیں۔ ان کا مفہوم کے متعلق کم عقل کو بھی غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔“

(i) خوبیاں:

- اس قسم کے امتحانات کی چند خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں۔
- ان میں سوالات کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ تقریباً پورے نصاب سے سوالات اخذ کئے جاتے ہیں۔
- ہدایات کافی واضح ہوتی ہیں، جس سے طلبہ کو کوئی شبہ یا غلط فہمی نہیں ہوتی۔ وہ دی ہوئی ہدایات کے مطابق جوابات تحریر کرتے ہیں
- چونکہ ہر سوال کا جواب صرف ایک ہی ہوتا ہے اور مکمل ہوتا ہے۔ لہذا جزوی نمبروں کا استعمال نہیں ہوتا۔
- نمبر دینے کا طریقہ بہت آسان اور سائنسی ہوتا ہے۔ ہر شخص جوابات کی کنجی کی مدد سے امتحان کی کاپیاں جانچ

○ سکتا ہے۔ موجودہ زمانے میں یہ کام مشینوں سے بھی لیا جا رہا ہے اور اس قسم کی مشینیں رائج ہوتی جا رہی ہیں۔
جوابات میں غیر متعلقہ عناصر مثلاً خوش خطی، صفائی وغیرہ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور صرف مواد (جواب)
جو ایک یا دو الفاظ یا جملوں پر مشتمل ہوتا ہے، پر نمبر دیئے جاتے ہیں۔

یہ امتحانات دراصل آزمائشوں کو معیاری بنانے اور تعلیم مؤثر بنانے کی غرض سے رائج کئے گئے ہیں۔ اس طریقے میں سوالات اس انداز سے کئے جاتے ہیں کہ ہر سوال بچے کے ذہن کو جھنجھوڑ دیتا ہے۔ اس کا صرف ایک ہی جواب درست ہو سکتا ہے۔ جماعت کے کمرے میں اس قسم کی آزمائشیں غیر رسمی ہو سکتی ہیں۔ مختلف مضامین کے مختلف استاد ان کو آسانی سے اپنے اپنے اوقات میں استعمال کر سکتے ہیں۔ ان امتحانات کی بہت سی قسمیں ہیں مزید ہی اقسام بھی ایجاد کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل اقسام خاص طور پر رائج ہیں:-

(1) صحیح و غلط جوابات کی آزمائش

(2) انتخاب جواب کی آزمائش

(3) تکمیل فقرہ کی آزمائش

(4) مشابہت کی آزمائش

(5) شناخت کرنے کی آزمائش

ان خصوصی آزمائشوں کے علاوہ اعادے کی آزمائشیں، ترتیب کی آزمائشیں، تشبیہات کی آزمائشیں، متضادات کی آزمائشیں، مناسبت کی آزمائشیں اور تسلسل اعادہ کی آزمائشیں بھی قابل ذکر ہیں۔

(ii) خامیاں

○ اس طریقے میں چند خامیاں بھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔
○ اگرچہ تشریحی و توضیحی مواد بھی موجود ہوتا ہے لیکن ان آزمائشوں میں اس قسم کے مواقع حاصل نہیں ہوتے۔
○ کیونکہ جواب صرف ایک یا دو لفظ یا جملوں میں دینا ہوتا ہے یا صرف نشان لگانا پڑتا ہے۔
○ اس طریقے میں طلبہ آزاد سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی اصلی کام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس طرح یہاں بھی رٹا لگانے کا عنصر کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتا ہے۔
○ بعض ہدایات اس قدر الجھی ہوئی ہوتی ہیں کہ طلبہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ یا غلط سمجھ کر کافی غلطیاں کر جاتے ہیں۔

- ان آزمائشوں کے استعمال کے لئے ماہرین تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے ایسا شخص جسے اس قسم کے امتحانات سے واقفیت حاصل نہیں ہے، ان آزمائشوں کو استعمال نہیں کر سکتا۔
- ان آزمائشوں میں طلبہ بغیر سوچے سمجھے بھی جوابات تحریر کر دیتے ہیں اور اندازے کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔
- دو صورتوں میں سے ایک صورت یقینی ممکن ہوتی ہے لہذا وہ اندھا دھند جوابات لکھ دیتے ہیں۔
- اس کی جانچ کا طریقہ آسان نہیں ہوتا بلکہ اس میں ماہرین کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے لئے مختلف فارمولہ جات پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے جو ہر کس ونا کس کے بس کی بات نہیں۔

1.2.6 معیاری ٹیسٹ

امتحانوں کو قابل وثوق بنانے اور صحیح جائزے کے لئے معیاری آزمائشیں استعمال کی جاتی ہیں۔ عام امتحان اور کلاس ٹیسٹ تو استاد خود تیار کرتا ہے۔ لیکن معیاری ٹیسٹ بہت محنت اور احتیاط سے ماہرین تیار کرتے ہیں۔ یہ ٹیسٹ ملک کے مختلف مدرسوں میں آزمائش کے طور پر ہزاروں بچوں کو دیئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کون سا سوال مناسب ہے اور کون سا سوال رد کر دیا جائے، ٹیسٹ میں کتنے آسان سوال ہیں، کتنے مشکل؟ مثلاً اگر ایک سوال سب بچوں نے حل کر لیا تو یہ بہت آسان ہے اور اگر کوئی بچہ بھی حل نہ کر سکا تو مشکل ہے، اس رد کر دینا چاہئے اور ٹیسٹ میں بھی شامل نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ یہ سوال جاننے والوں اور نہ جاننے والوں میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ہر جماعت کے بچوں کے معیار قائم کئے جاتے ہیں کہ اگر کسی بچے نے ٹیسٹ میں 60 نمبر حاصل کئے تو اس کی پوزیشن کیا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ ان ٹیسٹوں کو مختلف عمر یا جماعتوں کے بچوں کیلئے مخصوص کر لیا جاتا ہے۔ ان تجربوں اور آزمائشوں کے بعد ان ٹیسٹوں کو کافی وثوق کے ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ان ٹیسٹوں کا فائدہ یہ ہے کہ ان کی تیاری سائنسی طریقے سے کی جاتی ہے۔ یہ طالب علموں کی لیاقت کا صحیح اندازہ لگانے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ مختلف سکولوں میں ٹیسٹ دے کر ان کے تعلیمی معیار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان ٹیسٹوں کے دیکھنے میں بہت کم وقت لگتا ہے ان ٹیسٹوں میں ممتحن کی رائے اور موڈ کو بہت کم دخل ہوتا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ ٹیسٹ خاص ماہرین اور ادارے تیار کرتے ہیں۔ ایک استاد کے لئے صرف ان کا علم ضروری ہے تاکہ وہ بوقت ضرورت ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ معیاری ٹیسٹ تعلیم استعداد، ذہانت، اکتساب اور شخصیت کے جائزے کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہے کہ تعلیمی جائزے کے لئے استاد مختلف طریقے استعمال کر سکتا ہے اور ان کے نتائج سے وہ کئی قسم کے فائدے حاصل کر سکتا ہے مثلاً

- (1) اس کو بچوں کی صلاحیتوں اور کمزوریوں کا پتہ چلتا ہے اور اس کو فریق بندی میں مدد ملتی ہے
- (2) بچوں کی کمزوریوں کا عمل ہونے کے بعد وہ مناسب طریقہ تدریس استعمال کر کے ان کی کمزوریوں کو دور کر سکتا ہے۔
- (3) بچے کی موجودہ کارکردگی کا اس کے پچھلے کام سے مقابلہ کر سکتا ہے اور یہ دیکھ سکتا ہے کہ بچہ ترقی کر رہا ہے یا پیچھے جا رہا ہے۔
- (4) والدین کو ان کے بچوں کے بارے میں معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں۔
- (5) بچوں کی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

1.3 اہم نکات

- (1) پیمائش کی نسبت جائزے کی اصطلاح زیادہ وسیع اور مکمل ہے۔
- (2) جائزہ ایک مسلسل اور منظم عمل ہے جس سے یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ کس طالب علم نے تعلیمی مقاصد کے حصول میں جس حد تک کامیابی یا ناکامی حاصل کی۔
- (3) پیمائش کا تعلق نتائج کو مقدار میں پیش کرنے سے ہے۔
- (4) جائزے میں قدری فیصلے کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔
- (5) جائزہ کسی چیز کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے عمل کا نام ہے۔
- (6) مدرسے میں طالب علم کی نشوونما کا جائزہ لینے کے مختلف طریقے درج ہیں۔

(1) سوالات	(2) مشاہدہ	(3) انٹرویو
(4) بحث	(5) مشقیں	(6) کلاس ٹیسٹ
(7) معیاری ٹیسٹ		

سرگرمی:

آپ کتاب میں دیئے گئے جائزہ کے طریقوں سے کس حد تک متفق ہیں؟ اپنی رائے اپنے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں تحریر کر کے کسی ماہر تعلیم سے تبادلہ خیالات کریں۔

خود آزمائی نمبر 1

- س 1- مندرجہ ذیل فقرات میں غلط یا صحیح کی نشاندہی کیجئے۔
- 1- جائزہ کمیت اور کیفیت دونوں ہی سے کام لیتا ہے ص/غ
 - 2- جائزہ تعلیمی حلقوں میں ایک جدید اصطلاح ہے۔ ص/غ
 - 3- پیمائش تعلیمی جائزے کا ایک حصہ ہے۔ ص/غ
 - 4- تعلیمی جائزے سے بچے کی ذہنی، جسمانی، معاشرتی اور تعلیمی نشوونما کی ترقی کا پتہ چلتا ہے۔ ص/غ
 - 5- جائزہ کا ایک اہم مقصد والدین کو ان کے بچوں کی رفتار ترقی سے آگاہ کرنا ہے۔ ص/غ
 - 6- مدرسے میں بچے کی نشوونما کا جائزہ لینے کے دو طریقے ہیں۔ ص/غ
 - 7- امتحان بچے کی تعلیمی ترقی کے بارے میں غلط معلومات بتاتا ہے۔ ص/غ
 - 8- بحث تعلیمی جائزے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ ص/غ
 - 9- بحث کا موضوع استاد اپنی تعلیمی قابلیت کو مد نظر رکھ کر بناتا ہے۔ ص/غ
- س 2- مندرجہ ذیل میں سے صحیح جواب کا انتخاب کیجئے۔
- (الف) تعلیمی جائزے میں پہلو شامل ہیں۔
- (i) تین (ii) چار (iii) پانچ (iv) درج بالا میں سے کوئی نہیں
- (ب) ”تعلیمی جائزے میں ایک معلم مختلف ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کا استعمال کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کرتا ہے“ یہ قول ہے۔
- (i) تھارن ڈائیک کا (ii) اے۔ جے جونز کا (iii) کارٹر۔ دی۔ گڈ کا

(iv) درج بالا (i) اور (ii) دونوں جواب درست ہیں۔

(ج) جماعت بندی کرنے اور ترقی دینے کے سلسلے میں مناسب رہنمائی فراہم کرنا۔

(i) جائزے کا مقصد (ii) جماعت ٹیسٹ کے لئے تیاری ہے

(iii) جائزے کا ایک پہلو ہے (iv) جائزہ لینے کا ایک طریقہ ہے

س 3- مندرجہ ذیل خالی جگہ پر کیجئے۔

(1) معلم کو _____ بناتے وقت بچے کی عمر اور ذہنی سطح سامنے رکھنی چاہئے۔

(2) _____ کے وقت گفتگو کے اہم نکات ایک ڈائری میں لکھ لئے جانے چاہئیں۔

(3) _____ بچے کی ذہنی اور تعلیمی سطح کے مطابق ہونا چاہئے۔

(4) بڑوں سے کروائے ہوئے _____ پر بچے کو شاباش یا کوئی اور ایوارڈ نہیں ملنا چاہئے۔

(5) ہمارے ملک میں امتحانات کے مروجہ _____ طریقے ہیں۔

س 4- مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ تحریر کیجئے۔

(1) جائزہ لینے کے طریقے (2) جائزہ اور پیمائش میں فرق

(3) تعلیمی جائزے کے مختلف پہلو (4) مشقوں کا مفہوم

(5) مضمون قسم کا امتحان (6) جدید قسم کا امتحان

س 5- جائزہ کے کون کون سے طریقے ہیں؟

س 6- مضمون قسم کے امتحان کی خوبیاں اور خامیاں تحریر کیجئے؟

س 7- جدید قسم کے امتحان کی خوبیاں اور خامیاں تحریر کیجئے؟

س 8- مضمون قسم کے امتحان اور جدید قسم کے امتحان کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

2- پرچہ بنانا اور جانچنا

معیاری پرچہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل مدارج کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔
منصوبہ بندی، تیاری، آزمائش اور تصحیح

2.1 منصوبہ بندی

منصوبہ بندی میں مقاصد متعین کرنا، نفس مضمون کا تعین کرنا اور امتحان کا خاکہ بنانا شامل ہے۔

2.1.1 مقاصد متعین کرنا

پرچے کی منصوبہ بندی کرتے وقت سب سے پہلے ضروری ہے کہ جن مقاصد کا جائزہ لینا ہو ان سے متعلقہ مشاغل کی فہرست بنالی جائے۔ اکثر مقاصد نصاب میں متعین ہوتے ہیں۔ ان میں سے جسے جانچنا مقصود ہوا نہیں علیحدہ کر کے ایک فہرست بنالی جاتی ہے بہتر ہے کہ مقاصد کی فہرست پڑھانے والا استاد خود بنائے۔ فہرست بناتے وقت یہ طے کرنا ضروری ہے کہ کس مقصد کی پیمائش کس قسم کے سوالات سے کی جائے گی۔

2.1.2 نفس مضمون کا تعین

دوسرا اقدام ان عنوانات کا تعین ہے جن میں سے امتحان لینا ہوتا ہے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ان عنوانات کی فہرست بنائی جائے جو امتحانی پرچے میں شامل کئے جائیں گے پھر ان عنوانات میں سے سوالات بنائے جائیں گے۔ اس کے برعکس اگر تمام عنوانات ایک جیسی اہمیت کے حامل نہ ہوں تو پھر یہ طے کر لیا جائے کہ کس عنوان کے کتنے سوالات بنائے جائیں گے اور کتنے فی صد نمبر ہوں گے۔ اسی طرح اہمیت کے لحاظ سے عنوان کے تصورات کی فہرست بنالی جائے۔

2.1.3 امتحان کا خاکہ بنانا

بہتر ہے کہ امتحان کا پرچہ بنانے سے قبل ایک خاکہ تیار کر لیا جائے جس میں امتحان کے نقطہ نظر سے نفس مضمون کے مختلف عنوانات کی تقابلی اہمیت اور ہر تعلیمی مقصد کا کل امتحان میں جزو واضح ہو جائے۔ اس خاکے کی مدد

سے یہ طے ہو جاتا ہے کہ کس عنوان کے تحت کتنے فیصد سوالات ہوں گے اور کس تعلیمی مقصد کو جانچنے کے لئے کتنے فی صد سوالات ہونے چاہئیں۔ معمولی محنت سے یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہیں رہتا کہ کسی بھی عنوان کے ماتحت کسی خاص مقصد کو جانچنے کے لئے کتنے سوالات درکار ہوں گے۔

یہ بھی طے ہو جانا چاہئے کہ کس کلاس کے کتنے فیصد سوالات پرچہ امتحان میں ہوں جن سے امتحان کے مقاصد کی مزید وضاحت ہو جائے۔ تعلیمی مقاصد اور نفس مضمون کے مطابق اساتذہ ایک عام خاکہ بنا لیتے ہیں، تاہم ہر چھوٹے بڑے امتحان کے لئے علیحدہ ہی خاکہ بنانا پڑتا ہے۔ اس خاکے کے لئے ضروری ہے کہ سوالات کی صحیح تعداد اور نوعیت طے پائے۔ اس کا انحصار مہیا وقت، نفس مضمون اور مقاصد پر ہوتا ہے۔

2.2 پرچہ امتحان کی تیاری

جب امتحان کا خاکہ تیار ہو جائے تو نفس مضمون اور آزمائشی مقاصد کے لحاظ سے خاکے کے ہر خانے کے لئے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سوالات تحریر کر لینے چاہئیں۔ ایک مرتبہ سوالات بنا کر ضروری ہے کہ ان پر نظر ثانی کی جائے اور ضروری ترامیم کر کے انہیں بہتر بنایا جائے۔ عام طور پر نظر ثانی کے بعد بعض سوالات تلی بخش حالت تک بہتر ہو جاتے ہیں۔ بعض سوالات سے ممتحن خود مطمئن نہیں ہوتا۔ اس لئے سوالات ضرورت سے زیادہ تیار کر لئے جاتے ہیں تاکہ آخر میں ضرورت کے مطابق سوالات موجود ہوں۔ مناسب سوالات کا چناؤ خاکے کے مطابق کرنے کے بعد انہیں پرچہ امتحان کی صورت میں ترتیب دینا ضروری ہے۔ استعمال سے پہلے ضروری ہے کہ پرچہ تیار ہو اور اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہوں۔

- (1) امتحان کا ہر سوال دیئے ہوئے اصولوں کے لحاظ سے تیار کیا گیا ہو۔
- (2) سوالات کا چناؤ خاکے کی تفصیل کے مطابق ہو۔
- (3) سوالات کی ترتیب درج شدہ اصولوں کے مطابق ہو۔
- (4) ہر قسم کے سوالات کے لئے مناسب ہدایات اور جواب دینے کے اصول واضح ہوں۔
- (5) جواب دینے کے لئے پرچے میں مناسب جگہ مہیا کی گئی ہو۔
- (6) جواب جانچنے کے معیار کا پہلے سے تعین کر لیا گیا ہو۔
- (7) جانچنے کے لئے کلید تیار ہو۔

مندرجہ بالا تمام اقدامات مکمل ہو جائیں تو پرچہ طلبہ کی آزمائش کے لئے تیار ہے۔

2.2.1 معروضی آزمائش کے مراحل

(الف) آزمائش کی پلاننگ کے مراحل

اس سلسلے میں تین جزوی اقدامات کئے جاتے ہیں۔

- (i) تدریسی اغراض کی شناخت اور وضاحت کرنا۔
- (ii) کورس کی مافیہ کی با تفصیل وضاحت کرنا اور خاکہ تیار کرنا۔
- (iii) گوشوارہ محضوضات تیار کرنا۔ اس کا ڈیزائن مندرجہ ذیل ہوگا۔

مافیہ مضمون	مقاصد	علم و واقفیت	مہارتیں	کل سوالات
ذخیرہ الفاظ محاورے جملے وغیرہ				

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل چیزوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

- (1) سوالات کی تعداد درج ذیل امور پر مبنی ہوتی ہے۔
 - (الف) کوئی چیز جتنی بنیادی ہوتی ہے اتنی ہی اسے اہمیت دی جاتی ہے۔
 - (ب) درسی کتاب کے کتنے صفحات پر اس عنوان کو پھیلا یا گیا ہے۔
 - (ج) وقت جو کسی جماعت میں کسی چیز کو پڑھانے میں لگتا ہے۔
- (2) سوالات کی اقسام، مقصد، مافیہ مضمون اور موزونیت کے اعتبار سے متعین کی جاتی ہے۔
- (3) آزمائشی سوالات تیار کرنا۔
- (4) سوالات کی ہدایات تحریر کرنا۔
- (5) آزمائش کی طوالت کا تعین کرنا۔
- (6) آزمائش کی ماہیت متعین کرنا۔

(ب) استعمال کے مراحل

آزمائش استعمال کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

- (i) سوالنامہ (پرچہ سوالات) تیار کرنا۔
- (ii) پھر اسے چھپوانا۔
- (iii) اسے جماعت پر آزمانا۔
- (iv) آزمانے کے بعد حتمی آزمائش تیار کرنا۔
- (v) اس کے بعد طلبہ کو حل کرنے کے لئے دینا۔
- (vi) نمبر لگانا۔
- (vii) نمبر لگانے کے بعد نتائج تیار کرنا

(ج) تیاری کے اصول

- (i) بیان یا تو مکمل طور پر صحیح ہو یا مکمل طور پر غلط
- (ii) اس میں کوئی اشارہ موجود نہ ہو۔
- (iii) بیان غیر مبہم اور واضح ہونا چاہئے۔
- (iv) منفی سوالات سے حتی الوسع گریز کرنا چاہئے۔
- (v) بیان صرف ایک خیال پر مبنی ہونا چاہئے۔
- (vi) بیان بہت طویل نہیں ہونا چاہئے۔

(د) تکمیل آزمائش

- (i) صرف بنیادی الفاظ چھوڑے جائیں۔
- (ii) خالی جگہ زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔
- (iii) ہدایات واضح ہونی چاہئیں۔
- (iv) جو ہدایات دی جائیں ان کی وجہ بھی بیان کی جائے۔

(ہ) مختصر جواب آزمائش

- (i) اس کا جواب ہاں یا نہ میں نہیں ہونا چاہئے۔
- (ii) سوال ایسا ہونا چاہئے کہ طلبہ اس کا جواب ایک فقرے میں لکھ سکیں۔
- (iii) سوالات واضح اور غیر مبہم ہونے چاہئیں۔
- (iv) منفی بیانات یا سوالات سے حتی الوسع گریز کرنا چاہئے۔

(س) کثیر الانتخاب آزمائش

- (i) بیان میں مسئلہ نہایت واضح انداز میں بیان کیا جائے۔
- (ii) سوالات کا زیادہ حصہ بیانیہ ہونا چاہئے۔
- (iii) بیان میں غیر متعلقہ باتیں شامل نہ کی جائیں۔
- (iv) تکرار الفاظ سے گریز کرنا چاہئے۔
- (v) بیان میں غیر متعلقہ باتیں شامل نہ کی جائیں۔ منفی بیانات سے حتی الوسع اجتناب کرنا چاہئے۔
- (vi) بیان اوپر اور جوابات نیچے ہونے چاہئیں۔
- (vii) جوابات میں کوئی خاص قسم کی ترتیب نہ رکھی جائے۔
- (viii) تمام سوالات کے جواب میں قرب ہونا چاہئے۔
- (ix) یہ یقین کر لیجئے کہ صحیح جواب صرف ایک ہی ہے۔
- (x) اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کو مانپنے کے لئے جب کثیر الانتخاب ٹیسٹ بنایا جائے تو اس میں انوکھا پن ہونا چاہئے۔

2.3 آزمائش تصحیح

- اکثر سکولوں میں اساتذہ خود ہی امتحان لیتے ہیں۔ مختلف اداروں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ کہیں کرسیوں میزوں پر بٹھا کر اور کہیں فرش پر بٹھا کر امتحان لیا جاتا ہے۔ بہر حال حالات کے مطابق امتحان کا ماحول پیدا کر لینا چاہئے۔ امتحان لینے کے لئے کچھ مشورے ذیل میں درج ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ان کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔
- (1) امتحان شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ بچوں کے پاس متعلقہ چیزیں پوری ہیں۔

- (2) بچوں کی نشستیں قریب قریب نہ ہوں تاکہ انہیں نقل کرنے کا موقع نہ ملے۔
- (3) کمرہ امتحان کا ماحول عمدہ ہو۔ ہوا، روشنی وغیرہ مناسب ہو۔ نیز بچوں کے بیٹھنے کی جگہ آرام دہ ہو۔
- (4) بہتر ہے کہ بچے کمرہ امتحان سے پہلے سے مانوس ہوں۔
- (5) امتحان کے دوران ممکنہ حد تک بچوں کا دھیان دوسری طرف نہ ہٹایا جائے۔
- (6) امتحان شروع ہونے کے بعد استاد کمرے میں چکر لگائے اور دیکھے کہ بچے ہدایات پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔

2.3.1 پرچوں پر نمبر لگانا یا پڑتال کرنا

جس قدر ممکن ہو منصفانہ طریقے سے پڑتال کی جائے۔ سوالات بناتے وقت ان کے جوابات اور نمبروں کا تعین کر لیا جائے۔ کثیر الانتخابی اور صحیح، غلط میں عموماً صحیح جواب کا ایک نمبر اور غلط جواب کا صفر نمبر دیا جاتا ہے۔ اگر سوال موضوعی قسم کا ہے تو اس کے بھی ہر پہلو کے پہلے سے نمبر متعین کر لئے جائیں اور پھر ان اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر ہر سوال کے نمبر لگائے جائیں۔

2.3.2 نتائج کی تیاری اور فراہمی

عام طور پر امتحان کے بعد نتیجے کا انتظار رہتا ہے اور اساتذہ اسی کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پرچوں کی پڑتال کے بعد نمبر لگا دیئے جاتے ہیں اور ان نمبروں کی فہرست بنالی جاتی ہے۔ یہی حاصل کردہ نمبر سکول کے مختلف رجسٹروں، بچوں کی رپورٹوں اور مجموعی ریکارڈ فارموں میں درج ہو جاتے ہیں۔ گویا امتحان کے نتیجے کا مکمل انحصار ان نمبروں پر ہوتا ہے۔ جدید علم پیمائش کی روشنی میں یہ سوال بار بار دہرایا جاتا ہے کہ ان نمبروں کے کیا معنی ہیں؟ پہلے دستور یہ تھا کہ پرائمری کے امتحانات میں نتائج ڈویژن کے حساب سے شائع ہوتے تھے۔ 60 فی صد اور اس سے زائد نمبر لینے والے طالب علم درج اول یا فرسٹ ڈویژن حاصل کرتے تھے جبکہ 45 فی صد سے 59 فی صد نمبر لینے والے درج دوم اور 33 فی صد سے 44 فی صد نمبر لینے والے درج سوم حاصل کرتے تھے۔ 33 فی صد سے کم نمبر لینے والے اس مضمون میں فیل ہو جاتے تھے۔ چند سال قبل حکومت نے اس طریقے میں تبدیلی کی اور بجائے ڈویژن اور درجات کے گریڈ کا سلسلہ نافذ کر دیا اب 70 فی صد اور اس سے زائد نمبر لینے پر اس مضمون میں طالب کو

اے (A) گریڈ ملتا ہے۔ 60 فیصد سے 69 فیصد نمبر لینے والے طالب علم کو بی (B) گریڈ دیا جاتا ہے جبکہ 50 فیصد سے 69 فیصد نمبر پر سی (C) گریڈ، 40 فی صد سے 49 فیصد نمبر پانے پر ڈی (D) گریڈ اور 40 فیصد سے کم نمبر پانے پر طلبہ کو ایف (F) گریڈ یعنی فیل قرار دیا جاتا ہے۔

اگر دونوں کا موازنہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اے اور بی گریڈ پرانے درجہ اول کے برابر ہیں۔ سی گریڈ درجہ دوم کے برابر ہے اور ڈی گریڈ لینے والے چند طلبہ پرانے لحاظ سے درجہ دوم اور درجہ سوم حاصل کرتے ہیں۔ نیز ایف گریڈ لینے والے چند طلبہ درجہ سوم حاصل کرتے اور چند فیل ہو جاتے ہیں۔

گریڈ دینے کے نئے اور پرانے طریقے سے مندرجہ ذیل دو باتیں نمایاں ہیں۔

1- نئے طریقے میں بچوں کو بجائے تین کے پانچ امتیازی درجات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ بہترین امتیازی درجہ بجائے 60 فیصد کے 70 فیصد پر شروع ہوتا ہے اور مناسب کارکردگی کا کم ترین قابل قبول درجہ 33 فیصد کے بجائے 40 فیصد پر شروع ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہتر طالب علم جو پہلے صرف اول درجہ حاصل کرنے کے لئے 60 فیصد نمبر حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے اب ان کی منزل 70 فیصد نمبر حاصل کرنا ہوگی اور صرف پاس ہونے کے خواہش مند 33 فیصد کی بجائے 40 فیصد پر نظر رکھیں گے۔ نتیجتاً تعلیمی کارکردگی کا معیار بلند ہوگا۔

اس کے علاوہ اس نئے اور پرانے طریقے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ان دونوں میں چند مشترک کمزوریاں ہیں، جن کا دور کرنا ضروری ہے۔ ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ کبھی امتحان آسان ہے اور اس میں 60 فیصد نمبر لینے کے امکانات کافی ہوتے ہیں اور کبھی مشکل ہوتا ہے تو اس میں 60 فیصد نمبر پانے والے شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں جبکہ دونوں صورتوں میں 60 فیصد نمبر پانے کا مقام یکساں رہتا ہے۔

اس طرح ایک مضمون سے دوسرے مضمون کا ایک امتحان دوسرے امتحان کے نتیجے کا صحیح مقابلہ اور کارکردگی کا صحیح تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ اس نقطے کو مندرجہ ذیل مثال سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک ہی جماعت کے بچوں کو ایک ہفتے کے وقفے پر اردو کے دو ٹیسٹ پیپرزدیئے جائیں۔ ایک نہایت آسان اور دوسرا بہت مشکل ہو۔ اول الذکر ٹیسٹ پیپر میں بہت سے بچے سو فیصد نمبر لے جائیں اور آخر الذکر میں کوئی بھی پورے سوال ٹھیک نہ کر پائے اور اعلیٰ ترین کارکردگی پر اول آنے والے طالب علم کے نمبر 60 فیصد ہوں اور طلبہ کی اکثریت 40 یا 50 فیصد نمبر حاصل کے تو ہمارے وضع کردہ اصول کے مطابق ایک ٹیسٹ میں جو اے گریڈ حاصل کریں دوسرے ٹیسٹ میں ان کے

بی۔ سی اور ڈی گریڈ ہوں گے۔

فرض کیا کہ نئے مروجہ گریڈ دینے کے طریقے میں کمزوری قائم ہے کہ پرانے طریقے کی طرح اب بھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کا، ایک امتحان سے دوسرے کے نتیجے کا صحیح موازنہ اور کارکردگی کا صحیح تجزیہ ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں طریقے صرف حاصل کردہ نمبروں پر ہی منحصر ہیں اور مواقع اور مضمون کے لحاظ سے ہمیشہ ان کی پیمائش کا معیار بدلتا رہتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مدتوں سے مروجہ طریقہ تبدیل کرنا ہی تھا تو ایسا طریقہ کیوں نہ رواج دیا گیا جو ان تمام کمزوریوں سے بری ہوتا اور جس میں گریڈ کا مطلب وقت، مضمون اور امتحان سے متاثر ہوئے بغیر ہر صورت میں ایک ہی ہوتا ہے۔ پاکستان کے ماہرین تعلیم اس قسم کے طریقوں سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن ان طریقوں کے رواج دینے سے قبل ضروری ہے کہ پہلے اساتذہ کرام کو ان طریقوں سے مانوس کرایا جائے۔

2.3.3 گریڈ دینے کے بہتر طریقے

صرف حاصل کردہ نمبروں کے بدلے ذیل میں بیان کردہ پرسنفل رینک یا فیصد درجے کی بناء پر گریڈ دیئے جائیں تو مختلف مضامین، مختلف امتحانات اور مختلف زبانوں میں تعلیمی کارکردگی اور تعلیمی استعداد کی پیمائش کا موازنہ صحیح ہو سکتا ہے۔

2.3.4 پرسنفل رینک (فی صد درجہ)

مخصوص پرسنفل رینک سے مراد وہ مقام ہے جس پر مخصوص فیصد طلبہ سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ ہوا ہے۔ مثلاً اگر 90 نمبر لینے والے طالب علم نے 84 فیصد طلبہ سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا تو ان کا پرسنفل رینک (فی صد درجہ) 84 ہوگا۔ اسی طرح اگر 50 نمبر لینے والے طالب علم نے 94 فیصد بچوں سے زیادہ نمبر حاصل کئے تو اس کا پرسنفل رینک بھی (فیصد درجہ) 94 ہوگا۔

پرسنفل رینک یا فیصد درجے پر مضمون کی نوعیت، امتحان کا مشکل یا آسان ہونا یا استاد کا سخت گیر ہونا یا نہ ہونا اثر نہیں کرتا، بشرطیکہ پوری جماعت کے ساتھ ایک ہی رویہ رکھا گیا ہو۔ چنانچہ عین مناسب ہوگا کہ حاصل کردہ نمبروں کو فیصد درجہ یعنی پرسنفل رینک (فیصد درجہ) کی بناء پر گریڈ دیئے جائیں تو بچوں کی کارکردگی کا موازنہ

دوسرے بچوں کی کارکردگی سے وابستہ ہو جاتا ہے اس طرح کسی خاص ٹیسٹ، استاد اور مضمون کی نوعیت ان کی کارکردگی کے جائزے یا گریڈ پر اثر انداز نہیں ہوتی اور بجائے حاصل کردہ نمبر کے گریڈ کے معنی ایک امتحان سے دوسرے اور ایک سال سے دوسرے سال کے لئے ایک ہی رہتے ہیں۔ اس طرح بچوں کا ایک مضمون سے دوسرے مضمون اور ایک امتحان کا دوسرے امتحان سے موازنہ ممکن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پرائمری سکولوں میں اگر بہترین کارکردگی کے 10 فیصد بچوں کو (A) اے گریڈ دیا جائے 75 فیصد درجے اور اس سے بہتر کارکردگی کے مظاہرے پر (B) بی گریڈ 25 فیصد درجے سے 47 فیصد درجے تک (C) سی گریڈ 10 فیصد درجے سے 24 فیصد درجے تک (D) ڈی گریڈ دیا جائے اور ان سے کم کارکردگی والے 10 فیصد بچے اس مضمون میں (F) ف گریڈ حاصل کریں تو گریڈ معلوم ہوتے ہی یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ طالب علم دوسرے طلبہ کے مقابلے میں کیسا ہے۔

پرسنائل ریک یا فیصد درجے کے استعمال میں یہ خیال رہے کہ یہ آپس میں جمع نہیں ہو سکتا۔ کل کارکردگی کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ گریڈ کا اوسط نکال لیا جائے۔ اس کے لئے بہترین تجویز یہ ہے کہ ہر گریڈ کے لئے ایک نمبر مقرر کر لیا جائے۔ عام طور پر نمبر یوں دیئے جاتے ہیں۔

اے	-	4
بی	-	3
سی	-	2
ڈی	-	1

سب مضامین کی اہمیت جب برابر ہو، جیسا کہ ہمارے سکولوں میں ہوتا ہے تو سب مضامین کے گریڈ کو نمبروں میں منتقل کر لیا جاتا ہے اور ان نمبروں کو جمع کر کے ان کی اوسط نکال لی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ایک بچے نے اسلامیات میں ”اے“ اور اردو میں ”بی“ حساب میں ”اے“ سائنس میں ”بی“ اور معاشرتی علوم میں ”سی“ گریڈ لیا ہے تو اس کی اوسط

$$3.2 = \frac{2 + 3 + 4 + 3 + 4}{5} \quad (\text{کل مضامین})$$

یعنی بی گریڈ سے ذرا بہتر ہے۔ یعنی اس کی کل کارکردگی 75 فیصد بچوں سے ضرور بہتر ہے۔ اس سے طلبہ کی کل کارکردگی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور آپس میں موازنہ بہتر ہوتا ہے۔

امتحان کے کئی مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ مختلف مقاصد کا حصول پرچہ بنانے اور دینے کے مختلف مناظر پر

منحصر ہے۔ مثلاً عادات مطالعہ کا انحصار کسی حد تک اس بات پر ہے کہ امتحانات کب اور کیسے ہوں۔ تعلیمی مقاصد کی صحیح ترجمانی کی ضمانت پرچے بناتے وقت مقاصد اور نفس مضمون کی وضاحت اور خاکے کے مطابق سوال بنانے سے ہو جاتی ہے۔ یہ قدم توثیق کا بھی ضامن ہے۔ بچوں کی تعلیمی قابلیت کا کسی حد تک جائزہ اور آپس میں مقابلہ نتائج کی تیاری اور فراہمی سے ہو جاتا ہے۔ لیکن استاد اور طلبہ کی خود آگاہی کے لئے امتحانی نتائج کا مزید تجزیہ ضروری ہوتا ہے۔

اپنی خود آگاہی کے لئے استاد ایک نظر دیکھنے سے جانچ لیتا ہے کہ کس نفس مضمون پر تقریباً ساری جماعت کو عبور حاصل ہے اور کس عنوان میں زیادہ تر طلبہ کے لئے مزید وضاحت درکار ہے۔ تاہم واضح جواب اس وقت ملتا ہے جب باقاعدہ نتائج کا تجزیہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ نتائج کا تجزیہ خود پیمانے کو جانچنے کے لئے بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ خود پیمانہ کس حد تک قابل اعتبار ہے؟ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ سوالنامہ یا امتحانی پرچے میں ہر سوال کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ سوال کیسا ہے یعنی

- (1) کتنے فیصد بچوں نے صحیح حل کیا ہے؟
- (2) کس حد تک ہوشیار اور کمزور بچوں میں تفریق اور امتیاز کرنا ہے؟
- (3) صحیح جواب کے علاوہ ہر ممکنہ جواب پر کتنے طلبہ نے نشان لگایا ہے؟

اگر پرچے کا ہر سوال معیاری ہے تو امکان ہے کہ پرچہ بھی معیاری ہوگا تاہم پرچے پر اعتماد کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ معلوم ہو سکے کہ واقعی ہوشیار بچے اس پرچے میں بہتر اور کمزور بچے اسی کے مطابق کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس قسم کے تجزیے کے لئے علم ثرائیات کے چند تصورات اور قواعد کا اطلاق ضروری ہے۔ جس کی وضاحت یہاں ممکن نہیں۔

امتحانات سے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ طلبہ کی تعلیمی کارکردگی کا ریکارڈ رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے مجموعی ریکارڈ کی تجویز پیش کی ہے۔ پاکستان میں مختلف اداروں نے قومی اور صوبائی سطح پر مختلف ریکارڈ فارم وضع کئے ہیں۔ لازم ہے کہ اساتذہ ہر طالب علم کی تعلیمی کارکردگی کا اندراج مسلسل مجموعی ریکارڈ فارم میں کرتے رہیں۔

مجموعی ریکارڈ فارم میں تعلیمی کارکردگی کے علاوہ طالب علم کے بارے میں دیگر بہت سی معلومات درج ہوتی ہیں جو بچے کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ امتحانات کے نتائج اور دوسری معلومات بہم پہنچا کر یہ

فارم بیک وقت طالب علم کی شخصیت کے کئی پہلوؤں کا جائزہ لینے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور مستقبل کی تعلیمی منصوبہ بندی کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔

2.4 جائزے کی صورتیں

تدریس اردو میں جائزے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

روزمرہ جائزہ، ہفتہ وار جائزہ، ماہانہ جائزہ، سالانہ جائزہ

2.4.1 روزمرہ جائزہ

روزمرہ جائزے سے مراد یہ ہے کہ استاد کمرہ جماعت میں روزانہ تدریسی کام کی جانچ پڑتال کرے تاکہ اسے طلبہ کے رویے میں ہونے والی تبدیلیوں کا باقاعدہ علم رہے۔ روزمرہ جائزہ مندرجہ ذیل طریقوں سے لیا جاسکتا ہے۔

- (i) دوران سبق، (ii) سبق کے اختتام پر، (iii) تفویض کار سے (iv) آموختے سے
- (i) دوران سبق جائزہ لینے کے لئے معلم سبق کو چند منطقی حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ ہر حصے کی تدریس کے بعد طلبہ سے چند سوالات کئے جاتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ طلبہ کس درجہ اکتساب حاصل کر چکے ہیں۔ اسی طرح سبق کے اختتام پر معلم پورے سبق کی تدریس کا جائزہ لیتا ہے اور سبق کے چند بنیادی نکات پر سوال کئے جاتے ہیں۔ اس طرح طلبہ کے اکتساب کا جائزہ لیا جاتا ہے۔
- (ii) روزمرہ جائزے کی ایک صورت تفویض کار ہے یعنی طلبہ کو گھر کا کام دیا جائے اور دوسرے دن اس کام کا جائزہ لیا جائے۔ اس سے طلبہ ذہنی طور پر بیدار رہتے ہیں۔
- (iii) روزمرہ جائزے کی ایک صورت آموختے کا جائزہ بھی ہے یعنی ہر نیا سبق شروع کرنے سے پہلے سابقہ معلومات کا جائزہ لیا جائے تاکہ طلبہ کی اکتسابی اہلیت کا علم رہے۔

2.4.2 ہفتہ وار جائزہ

ہفتہ وار جائزہ تحریری طور پر لیا جاتا ہے۔ یعنی ہر ہفتے ایک چھوٹا سا پرچہ ترتیب دیا جاتا ہے۔ جسے طلبہ پون گھنٹے میں حل کر لیتے ہیں۔ اس پرچے کے ذریعے معلم اور طلبہ کو پورے ہفتے کی تدریس کے اثرات کا علم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہفتہ وار جائزے میں پورے ہفتے کا پڑھا ہوا مواد شامل ہوتا ہے اور پرچے میں ایسے سوالات ترتیب دیئے ہوتے ہیں جو ہفتے میں خواندہ نصاب پر حاوی ہوتے ہیں، نیز پرچے میں شامل تمام سوالات حل کرنے ہوتے ہیں۔

2.4.3 ماہانہ جائزہ

ماہانہ جائزہ بھی تحریری طور پر لیا جاتا ہے۔ ماہانہ جائزہ لینے کے لئے پرچہ ترتیب دیتے وقت پورے ماہ کے پڑھے ہوئے نصاب کو اس کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ ماہانہ جائزہ کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں۔

- (i) طلبہ میں مسابقت کا جذبہ ابھرتا ہے۔
- (ii) طلبہ کے اکتساب مطالعہ کا ریکارڈ جمع کیا جاسکتا ہے۔
- (iii) طلبہ کی درجہ بندی ان کی استعداد کے مطابق کی جاسکتی ہے۔
- (iv) تفہیم عبارت کے مقاصد جلد حاصل ہوتے ہیں۔
- (v) طلبہ کے رجحانات و میلانات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

2.4.4 سالانہ جائزہ

پورے سال کے کام کے جائزے کے لئے امتحانات کو ہی معیار مقرر کیا جاتا ہے اور اس کے اکتساب کی روشنی میں طلبہ کو اگلی جماعت میں ترقی دی جاتی ہے۔ سالانہ جائزے کا پرچہ پورے سال کے نصاب پر حاوی ہوتا ہے۔ سالانہ امتحانات کے علاوہ سہ ماہی، ششماہی اور نو ماہی امتحانات بھی لئے جاتے ہیں۔ یہ امتحانات اگر درست طریق پر لئے جائیں اور معلمین کے کام کی پڑتال محنت سے کی جائے تو یہ اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہوتے ہیں۔

2.5 امور جائزہ

جائزے کے اہم پہلوؤں کا مطالعہ آپ تفصیل سے کر چکے ہیں۔ یہاں چند اہم امور بیان کئے جا رہے ہیں جو تدریس زبان کے جائزے میں خاص طور پر ملحوظ رہنے چاہئیں۔ لسانیات میں طلبہ کا جائزہ خواہ تقریری ہو یا تحریری دونوں حالتوں میں مندرجہ ذیل امور کا خصوصی طور پر خیال رکھنا چاہئے۔

- (1) مطالعہ
- (2) انشاء
- (3) قواعد

2.5.1 مطالعہ

”زبان کا جائزہ“ لیتے وقت خوش خوانی اور وضاحت الفاظ کے ساتھ لفظی معانی، تشریح مرکبات و محاورات و تلمیحات، مفہوم عبارت، ایجاز مفہوم، اشتیاق الفاظ، استحسان عبارت اور اسلوب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

2.5.2 انشاء

انشاء تقریری ہو یا تحریری اس عمل میں جائزہ لیتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(الف) تقریری

(i) وضاحت زبان، تلفظ، روانی، ذخیرہ الفاظ، مد و جزر، تمثیلی انداز، صحت بیان، فصاحت و بلاغت

(ب) تحریری

(ii) الفاظ کی بناوٹ، رفتار، سطریں، الفاظ کے درمیان فاصلہ، رموز اوقاف، صفائی، یکسانی، حاشے، چھ، فرقہ و بعلی عنوانات، پیرے، ذخیرہ الفاظ کے علاوہ وصف استدلال، تنقید و تحقیق کی قوت اور اسلوب بیان۔

2.5.3 قواعد

قواعد کا جائزہ عمل مطالعہ و انشاء میں لیا جائے۔ لیکن الگ طور پر اس سلسلے میں سوالات کے ذریعے مندرجہ ذیل چیزیں خصوصاً پرکھی جائیں۔

الفاظ کی ساخت، مرکبات کی ساخت اور جملے کی ساخت، ہر قسم کے غلط جملے کی اصلاح، الفاظ و محاورات کا جملوں میں استعمال، تذکیر و تانیث اور واحد جمع کی صورت

2.6 اہم نکات

- 1- معیاری پرچہ بنانے کے لئے منصوبہ بندی، تیاری، آزمائش اور تصحیح اہم مدارج ہیں۔
- 2- منصوبہ بندی میں مقاصد متعین کرنا، نفس مضمون کا تعین کرنا اور امتحان کا خاکہ بنانا شامل ہے۔
- 3- پرچہ تیار کرنے سے پہلے سوالات کا چناؤ، سوالات کی ترتیب اور ان کے لئے مناسب ہدایات اور جواب دینے کے اصول واضح کئے جاتے ہیں۔
- 4- آزمائش کی پلاننگ کے تین جزوی اقدامات ہیں۔
- 5- پرسفائل رینک پر مضمون کی نوعیت، امتحان کا مشکل یا آسان ہونا یا استاد کا سخت گیر ہونا یا نہ ہونا اثر نہیں کرتا۔
- 6- تدریس اردو میں جائزے کی چار صورتیں ہیں۔
 - (1) روزمرہ جائزہ
 - (2) ہفتہ وار جائزہ
 - (3) ماہانہ جائزہ
 - (4) سالانہ جائزہ

سرگرمی

معیاری پرچہ بنانے کے لئے آپ کن مدارج کو مد نظر رکھیں گے؟ ذیل میں دی گئی خالی جگہ پر اپنے تاثرات کا اظہار کیجئے۔

خود آزمائی نمبر 2

- س 1- مندرجہ ذیل فقرات میں سے غلط یا درست کی نشاندہی کیجئے۔
- 1- پرچے کی منصوبہ بندی کرتے وقت پہلا کام امتحان کا خاکہ بنانا ہے۔ درست / غلط
 - 2- پرچے کی منصوبہ بندی کرتے وقت نصاب میں متعین کردہ مقاصد کی فہرست استاد خود تیار کرتا ہے۔ درست / غلط
 - 3- امتحان کے ہر سوال کا جواب جانچنے کے لئے کلید تیار کی جاتی ہے۔ درست / غلط
 - 4- آزمائش کی پلاننگ کے مراحل میں تین جزوی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ درست / غلط
 - 5- کثیر الانتخاب آزمائش میں سوالات کا صحیح جواب صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ درست / غلط
 - 6- امتحان میں بچوں کی نشستیں قریب قریب ہونی چاہئیں تاکہ وہ آپس میں مشورہ کر سکیں۔ درست / غلط
 - 7- امتحان شروع ہونے کے بعد نگران استاد کرسی پر آرام سے بیٹھ جائے تاکہ طلبہ پرچہ حل کر سکیں۔ درست / غلط
 - 8- امتحانات سے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے طلبہ کی تعلیمی کارکردگی کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ درست / غلط
- س 2- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات وضاحت سے لکھیں۔
- 1- معیاری پرچہ بنانے کے لئے کون کون سے مدارج کو مد نظر رکھا جاتا ہے؟
 - 2- امتحان لیتے وقت نگران استاد کو کیا محتاط تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟

3- جوابات

خود آزمائی نمبر 1

- س 1- (1) درست (2) درست (3) درست (4) درست
(5) درست (6) غلط (7) غلط (8) درست
(9) غلط

س 2- (الف) 5 (ب) 3 (ج) 1

س 3- (1) امتحانی سوالات (2) انٹرویو (3) موضوع (4) کام
(5) دو

سوال نمبر 4 تا سوال نمبر 5 کے جوابات یونٹ کے سیکشن نمبر 1 میں موجود ہیں طلبہ خود تلاش کر کے لکھیں۔

خود آزمائی نمبر 2

- س 1- (1) غلط (2) درست (3) درست (4) درست
(5) درست (6) غلط (7) غلط (8) درست

سوال نمبر 2 کا جواب یونٹ کے سیکشن نمبر 2 میں موجود ہے۔ اپنے جواب کا موازنہ کرنے کے لئے مذکورہ سیکشن کا مطالعہ کریں۔

4- کتابیات

- 1- افضل حق، فن تعلیم و تربیت، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور
- 2- ایس ایم شاہد، تدریس اردو، گلوب پبلشرز اردو بازار، لاہور
- 3- ایم نذیر احمد تشنہ، نصاب اور تدریس، گلوب پبلشرز اردو بازار، لاہور
- 4- ڈاکٹر سلیم فارانی، اردو زبان اور اس کی تدریس، پاکستان بک سٹور اردو بازار لاہور
- 5- ڈاکٹر مظفر حسین ودیگر، تحصیل و تدریس زبان کا جائزہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

